مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

اور

تحریک پاکستان

اسلام اور حامیان اسلام کے حفظ و بقاء اور مسلمانان ہند کو متحد کرنے کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ ایک اجتماعی قیادت کا قیام عمل میں لایا جائے جس سے زندگی کے جملہ شعبوں میں مکمل رہنمائی حاصل ہوتی ۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تنظیم کی ۔ جنگ عظیم اول ۱۹۱۴ ء کے بعد مسلمان عمائدین نے ایک دینی و سماجی قیادت کی ضرورت محسوس کی ۔ اس مقصد کے لئے ۱۹۱۹ ء میں مولانا ثناء اللہ مرحوم کی تحریک پر دہلی میں مختلف مکتبہ ہائے فکر کے علماء کا اجلاس منعقد کیا گیا جس میں جمعیت علماء کی تشکیل ہوئی ۔اور مولانا کی تحریک پر ۱۹۱۹ ء میں امرتسر میں جمعیت علماء کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا کفایت اللہ دہلوی نے کی ۔

ہندو اور مسلمانوں کی مشترکہ نمائندہ جماعت انڈین نیشنل کانگرس تھی ۔ اس وجہ سے مولانا امرتسری پہلے کانگرس میں شامل ہوئے اور آپ نے تحریک آزادی ہند کے سلسلہ میں ایک بھرپور کردار ادا کیا ۔ بعد ازاں ۱۹۰۶ میں مسلمانوں کی ایک علیحدہ جماعت (مسلم لیگ) معرض وجود میں آئی ۔ چنانچہ بہت سے مسلمان لیڈر کانگرس سے علیحدہ ہو کر اس جماعت میں شامل ہو گئے ۔ اس کی وجوہات کئی تھیں ۔ ہندو کانگرس لیڈر مخلص نہ تھے ۔ اسلامی اقتدار اور نظام شریعت کا قیام مسلمانوں کا اولین مقصد تھا جو حصول آزادی کے بغیر ناممکن تھا ۔ خود مولانا کا

خیال بھی یہی تھا اس لئے آپ کو کانگرس چھوڑ کر مسلم لیگ میں شمولیت کرنی پڑی۔

۱۳ر اپریل ۱۹۱۹ کو امرتسر میں جلیانوالہ باغ میں جو خونی ڈرامہ کھیلا گیا' اس میں ہزاروں مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس المناک حادثہ سے تحریک آزادی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس تشدد کے خلاف لوگ علم بغاوت بلند کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اس طرح اس خونی ڈرامہ میں شہید ہونے والوں نے اپنے خون سے آزادی کی شمع روشن کی۔ اس قیامت خیز حادثہ کے بعد امرتسر میں تین بڑی سیاسی جماعتوں خلافت' مسلم لیگ اور کانگرس کے جلسے منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ اجتماعات بڑی شان وشوکت سے ہوئے۔ مولانا شوکت علی رحمہ اللہ' مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ کے علاوہ ہندوستان کے سب سیاسی رہنما پیش پیش تھے۔ مگر علی برادران کی کمی شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی تھی۔ یہ دونوں بھائی قید میں تھے۔ مسلم لیگ کے اجلاس کے پہلے دن مولانا ثناء اللہ صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک بذریعہ تار خبر دلشاد ملی کہ علی برادران رہا کر دئے گئے۔ اور وہ اس جلسہ میں شریک ہو رہے ہیں۔ جلسہ کے صدر حکیم اجمل خان نے حاضرین کو یہ خبر پڑھ کر سنائی اور جلسہ میں نعروں کی گونج اٹھی۔ یہ دونوں بھائی لوگوں کے دلوں کی دھڑکن تھے۔ وہ امرتسر پہنچے تو بڑے والہانہ انداز میں ان کا استقبال ہوا۔ جونہی علی برادران اجلاس مذکور میں تشریف لائے تلاوت کلام پاک کے بعد شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال نے اپنے اشعار کے ذریعے ان کا خیر مقدم کیا۔ بعد ازاں محمد علی جوہر نے خطاب کیا اور اسی اجلاس میں قائد اعظم محمد علی جناح کو مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا۔ مسلم لیگ کا یہ جلسہ انتظامات اور دیگر کارکردگی کے اعتبار سے بہتر تھا۔ جونہی جلسہ کی کاروائی اختتام کو پہنچی تو تمام بڑے بڑے راہنماؤں نے جلسہ کے احسن انتظامات پر مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مبارک باد دی۔ مولانا مجلس استقبالیہ کے صدر تھے۔ یوں آپ نے مسلم لیگ

اور دوسری جماعتوں کے جلسوں کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا امرتسری ایک بہت بڑے منتظم بھی تھے۔ خصوصاً صدر استقبالیہ کی حیثیت سے ان کا خطبہ شاہکار کی حیثیت رکھتا تھا۔ ۱۹۱۸ میں دہلی میں مولوی فضل الحق کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں مسلم اکابرین کے علاوہ ملک کے ممتاز علماء نے بھی شرکت کی۔ اجلاس ہذا میں بھی مولانا امرتسری پیش پیش تھے۔ اور آپ نے ولولہ انگیز تقریر سے حاضرین مجلس کو بھرپور حمایت اور ہر قسم کی قربانی دینے کا یقین دلایا۔

تحریک آزادی کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی جب ۱۹۲۰ میں ہندو اور مسلم اکابرین کا جو وفد وائسرائے سے ملا تو اس وفد میں گاندھی جی، مولانا محمد علیؒ، پنڈت نہرو، حکیم اجمل خانؒ اور قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے ساتھ ساتھ مولانا ثناء اللہ مرحوم بھی تھے۔ اس وفد نے وائسرائے سے بہت اہم امور پر تبادلہ خیال کیا اور ترکی اور خلافت کے بارے میں مطالبات کئے۔ اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ مولانا کا سیاست میں کس قدر مقام تھا۔

خطبہ الہ آباد میں علامہ اقبالؒ نے اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا تو مولانا امرتسری نے اپنے ذاتی اخبار "اہل حدیث" میں اس کی پرجوش حمایت کا اعلان کیا اور اس کی تائید پر کئی مقالے لکھے۔ یوں مولانا نے مسلم لیگ سے رشتہ جوڑا جو زندگی کے آخری لمحات تک جاری رہا۔ سیاست کے مختلف ادوار میں مسلم لیگ کے ساتھ ان کے برتاؤ اور عقیدت میں کچھ فرق نہ آیا۔

۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے قرارداد پاکستان منظور کر کے اپنی منزل متعین کی تو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بڑے خوش تھے اور انہوں نے اخبار اہل حدیث میں مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں قلم اٹھایا۔ اور مختلف جلسوں میں پاکستان کے محاسن بیان کئے۔ انہوں نے عوام بالخصوص اہلحدیث حضرات کو اس بات کی خوب ترغیب دی کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیتے ہوئے تحریک

پاکستان کو کامیاب بنائیں۔

ادھر کلکتہ میں آپ کی تحریک پر ۱۹۴۶ میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی صدارت میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا کی تجویز پر اتفاق رائے سے جماعت اہلحدیث کی مسلم لیگ سے وابستگی کا فیصلہ ہوا۔ اور طے پایا کہ مسلم لیگ کے ساتھ جماعت اہلحدیث کی تمام تر کوششیں وابستہ ہیں۔

مولانا ثناء اللہ کو ۱۹۱۸ء میں قائد اعظم سے ملنے کا موقع ملا اور ۱۹۱۹ء میں مسلم لیگ کے اجلاس جو امرتسر میں منعقد ہوا، اس میں تو مولانا نے صدر مجلس کی حیثیت سے استقبالیہ دیا۔ آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ قائد اعظم کی حمایت میں وقف کردیا۔ آپ حکیم مشرق علامہ اقبال کے بھی بے حد مداح تھے۔ اور علامہ اقبال کے تصور اسلامی قومیت کی پر جوش تائید کی۔ ہندو مسلم متحدہ قومیت کے سخت مخالف تھے۔

مولانا بلند پایہ کے مفسر قرآن تھے آپ نے تفسیر "تفسیر القرآن بکلام الرحمان" بزبان عربی لکھی۔ علاوہ ازیں تفسیر ثنائی کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی جو کہ ۸ جلدوں پر مشتمل ہے جو عالم اسلام میں ایک خاص مقام کی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا اعلان ہوا۔ تو مولانا نے امرتسر کو خیر باد کہا اور لاہور تشریف لے آئے۔ جہاں چند روز کے قلیل قیام کے بعد مولانا اسماعیل سلفی" (۱۳۸۷) کی تحریک پر گوجرانوالہ چلے گئے۔ ۱۳ر اگست ۱۹۴۷ء کا دن آپ کے لئے انتہائی غمگینی کا دن ثابت ہوا۔ اس روز مولوی عطاء اللہ جو کہ مولانا کے اکلوتے صاحبزادے تھے شہید ہوئے۔ خود ہی نماز جنازہ پڑھائی اور امرتسر میں ہی سپرد خاک کردیا۔ بعد ازاں گوجرانوالہ سے سرگودھا قیام پذیر ہو گئے کیونکہ وہاں آپ کو ثنائی برقی پریس امرتسر کے بدلے ایک پریس

الاٹ ہوا تھا۔ فروری ۱۹۴۸ء میں مولانا امرتسری پر فالج جیسے مہلک مرض کا حملہ ہوا۔ اور بالآخر ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

سفرِ حجاز

شہیدِ اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ
کے قلم سے

ادارہ ترجمان السنۃ لاہور
پاکستان